تبدیلیوں سے گذر رہا ہے۔ چین بھی اشتراکیت کی گرفت سے نکل کر اب ایک نئے اور نسبتاً آزاد معاشرے کی جانب قدم بڑھا رہا ہے۔ افریقہ میں نمیبیا جنوبی افریقہ کے تسلط سے آزاد ہوا کشمیر غلامی کی زنجیریں توڑ رہا ہے ؎

ہر ایک سر میں ہے سودا ئے امتحان یا رب
کشش کہاں سے یہ دار و رسن میں آئی ہے

خود گورباچوف بھی درحقیقت افغان جہاد ہی کی پیدا کردہ قیادت ہے، وہ آج جس منصب پر فائز ہیں وہ انہیں کبھی میسر نہ آتا اگر افغانستان اپنی سرزمین کو روسی افواج کا قبرستان نہ بناتا۔ جہادِ افغانستان نے رُوس کے داخلی اتحاد و یکجہتی میں جو دراڑیں ڈالی ہیں وہی رُوسی قیادت کی نئی پالیسیوں کی محرک ہیں۔

غرض افغانوں کے خون کی حرارت نے ساری دُنیا کے مظلوموں کو نئی جرأت دی، نیا حوصلہ دیا اور ظالم سامراج کا حوصلہ توڑ دیا، اس کا طلسم سامری غارت کر دیا۔ آج جس کو جہاں آزادی حاصل ہو رہی ہے وہ افغان مجاہدین کے خون کا ممنونِ احسان ہے، وہ اپنے سرخ لہو کی ندیاں نہ بہاتے تو سرخ سامراج سے آج کسی کو چھٹکارا نصیب نہ ہوتا۔

سرمایہ داری، اشتراکیت اور اسلام

کیمونزم ایک نظریہ اور نظامِ حیات ہے، رواں صدی کے آخر تک یہ رخصت ہونے والا ہے، کچھ لوگ جمہوریت کو اس کی جگہ لینے کا باور کرا رہے ہیں مگر مغرب کی لادین جمہوریت ہرگز اس کے خلا کو پُر کرنے کی اہل نہیں۔ کیونکہ جمہوریت محض ایک طریقِ سیاست و حکومت ہے نظامِ حیات اور نظریہ نہیں ـــــ سیکولر جمہوریت یا تو سرمایہ داری کو مستحکم کرتی ہے یا پھر اُس فسطائیت کو ابھارتی ہے جس کا تجربہ اٹلی اور جرمنی میں مسولینی اور ہٹلر کی صورت میں ہو چکا۔ لہٰذا اگر عالم انسانیت کو اکیسویں صدی میں امن و آشتی سے ہمکنار رکھنا مقصود ہے تو اس نظریاتی خلا کو (جو کیمونزم کے خاتمے سے پیدا ہو گا) مثبت نظامِ فکر جو نظامِ شریعت کے سوا دوسرا ہرگز نہیں ہو سکتا، سے بدلنا ہو گا۔

کیا دنیا بھر کی اسلامی انقلاب کی داعی قوتیں اور نظامِ شریعت کے نفاذ کی تحریکیں اس چیلنج کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں؟ ـــــ یہی ہمارا "آج" کا وہ بنیادی سوال ہے جس کا جواب ہمارے "کل" کی صورت گری کرے گا۔

رواں صدی کے دوسرے عشرے میں عالم انسانیت نے کیمونزم کے اقتدار کی صورت میں سرمایہ داری کو مسترد کر دیا تھا، نویں عشرے میں کیمونزم کو بھی مسترد کر دیا۔ اب آخری عشرے میں لامحالہ تیسرا نظام سامنے لایا جانا ہے جس کی آزمائش اگلی صدی میں ہوگی۔ اگر مسلمان بیدار مغزی اور دُور اندیشی سے کام لیں تو نظامِ شریعت پوری دنیا کے لیے امن کی ضمانت بن سکتا ہے کہ وہ کل بھی آزمایا گیا اور آج بھی پوری دنیا کو اسے سکا

چیلنج ہے۔

ہمیں عالم اسلام سے مایوسی نہیں ہے مسلمان اپنے دین کی رُو سے دُنیا کے محتسب اور خدائی فوجدار ہیں۔ جس دن وہ بیدار ہوں گے اور اپنا فرضِ منصبی انجام دیں گے تو وہ دن مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے یومِ حساب ہوگا، انہیں کی خاکستر میں وہ چنگاری دبی ہوئی ہے جو کسی نہ کسی دن بھڑک کر جاہلیت کے خرمن کو جلا کر خاک کردے گی۔

الحاد و دہریت، جبر و تشدّد اور قتل و بہیمیت کے علمبردار کمیونزم کی شکست و ریخت اور سرمایہ داری کی تباہ کاری کے بعد اب کے حالات تو عالم اسلام کے لیے بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ "ایشیا ویک" کی ایک رپورٹ میں "مغرب میں اسلام کے خوفناک پیش قدمی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے کہ (الف) صدیوں قبل اسلام مغرب میں صلیبی جنگوں کے حوالے سے داخل ہوا تھا اور پھر نکل بھی گیا تھا لیکن اب اسلام مغرب میں عقیدہ کی تبدیلی، نقل مکانی اور پیدائش کے حوالے سے پیش قدمی کر رہا ہے۔ (ب) یورپ اور مغرب میں کمیونزم کا ہوّا ختم ہونے کے بعد اسلام کا ہوّا اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ (ج) گذشتہ دو دہائیوں میں امریکی مسلمانوں کی تعداد میں دوگنا اضافہ ہوا۔ سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم کے ستائے ہوئے معاشروں میں اسلامی بیداری کی یہ لہر اسلام کی صداقت کی دلیل اور اسلامی انقلاب کی خواہاں قوتوں کے لیے کام کرنے کی پائیدار مہمیز بن سکتی ہے۔

اِسلام کی قیادت، دنیا میں امن کی ضمانت

عالم اسلام کے پاس نظام شریعت کا پیغام ایک بڑا طاقتور، واضح اور روشن پیغام ہے جس سے زیادہ منصفانہ، بلند و برتر اور مبارک پیغام آج تک دنیا نے کسی کی زبان سے نہیں سنا۔ انسانیت کی مشکل کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ عالمگیر قیادت اور زندگی کی جہاز رانی ان مجرم اور انسانیت کے خون سے رنگین ہاتھوں (جنھوں نے انسانیت کے قافلہ کو غرق کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے) سے چھین کر اُن امانتدار، فرض شناس، خداترس، تجربہ کار ہاتھوں کے طرف منتقل کر دی جائے جو انسانیت کی جہاز رانی کے لیے روزِ اوّل سے بنائے گئے ہیں — نتیجہ خیز اور کارآمد انقلاب صرف یہ ہے کہ دنیا کی راہ نمائی اور انسانیت کی سربراہی جاہلیت کے کیمپ سے (جس میں برطانیہ، امریکہ، رُوس اور ان کے حاشیہ بردار مشرقی اور ایشیائی قومیں ہیں اور جن کی زمام قیادت مترفین اور اکابر مجرمین کے ہاتھوں میں ہے) منتقل کر کے اس امت کے ہاتھ میں دے دی جائے جس کی قیادت انسانیت کے معمارِ اعظم، رحمتِ عالم سیدِ اولادِ آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے جو اس دنیا کی تعمیرِ نو اور نشاۃ ثانیہ کے لیے

محکم اور واضح اصول وتعلیمات رکھتے ہیں جن کی تعلیمات اورنظام حیات نے زندگی کا دھارا اور دنیا کی سمت بدل دی تھی۔ جنہوں نے ہمہ گیر خدا پرستی وخود شناسی، دینی رشتوں کی استواری، مقاصد کے اتحاد اور صلح ومحبت کا پیغام دے کر دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا۔ آج بھی وہی راستہ ہے نجات کا جس کے ذریعہ پوری دنیائے انسانیت کو بہیمیت کی زندگی اور اخلاقی پستی سے اٹھا کر روحانی اور اخلاقی ترقی کی انتہائی بلندیوں پر پہنچایا جا سکتا ہے۔ انسانی جوہر و کمالات، علم و ہنر، ذہانت، طبیعت کی جولانی، فوجی طاقت اور اسلحہ کی فراوانی جو بے محل صرف ہو رہی ہیں صحیح رخ پر لاکر دنیا کو حقیقی ترقی دی جا سکتی ہے اور صرف اسی راستے سے انسانیت کا قافلہ منزل مقصود سے قریب ہو سکتا ہے۔ خدا کرے کہ دعوت وغلبۂ اسلام کی عالمی تحریکوں کے علمبردار خالص دینی تصور اور داعیانہ طرزِ فکر سے مستقبل کا لائحہ عمل بنائیں اور اس سے مطلوبہ انقلابی نتائج اور مثبت ثمرات حاصل ہوں۔

مولانا خلیل احمد شہید جہادِ افغانستان

مولانا خلیل احمد افغانیؒ دار العلوم حقانیہ میں کئی سال سے تعلیم میں مصروف تھے۔ اسی سال درجہ علیا (مشکوٰۃ وجلالین) کا سالانہ امتحان دیتے وقت بھی شرکتِ جہاد اور حصولِ شہادت کے لیے بے چین تھے جبکہ اس سے قبل بھی متعدد محاذوں اور کئی معرکوں میں مجاہدانہ کردار ادا کر چکے تھے۔ اور اب کی بار ان کی جذبۂ ایمانی سے سرشار روح نے انہیں سیماب صفت بے چین کر دیا تھا۔ سالانہ تعطیلات میں طلبۂ دار العلوم کے دیگر متعدد قافلوں کی طرح مرحوم بھی وسطِ شعبان میں محاذِ جنگ کے لیے روانہ تشریف لے گئے۔ جاتے وقت اپنے رفقاء سے کہہ دیا تھا کہ اب کے بار میں نے اللہ کے فضل سے شہید ہونا ہے جو بدف خدا وہ اللہ کریم نے پورا کر دیا۔ گولیاں لگیں تو سنبھل کر رفقاء سے کہا "دار العلوم کے اساتذہ کو سلام دعا کی درخواست اور بس اب میں چلا گیا" یہ کہنا تھا کہ خلعتِ خونِ شہادت اور وصالِ محبوبِ حقیقی سے سرفراز ہو گئے۔ فرحمہ اللہ وارضاہ۔

شہید اپنے پسماندگان میں والدہ، بیوی اور ایک چھوٹا بچہ چھوڑ گئے ہیں۔ جب بوڑھی والدہ کے پاس اس کے مستقبل کی امیدوں کے سہارے اور لختِ جگر شہید کی لاش لائی گئی تو موصوفہ نے گریہ وزاری، شیون وماتم کی ریت سے ہٹ کر فوراً وضو کر کے دوگانہ ادا کیا کہ اللہ کریم نے میرے بیٹے کو جو اعزاز بخشا ہے ہر والدہ کا ایسا مقدر کہاں؟ یہ تو اللہ کا کرم ہوا جس نے مرحوم کی شہادت سے ہمیں اور پورے خاندان کو یہ سعادت بخشی۔

ان کی شہادت سے مرحوم کا خاندان اپنے لخت جگر، اساتذہ چشم وچراغ اور مجاہدین ایک بیباک سپاہی سے محروم ہو گئے مگر وہ اپنے اقران ومعاصرین کے لیے نشانِ راہ بن گئے اور اپنی مادر علمی درسگاہ علم ومرکزِ تربیت کے لیے ذخیرۂ عقبیٰ وفرطِ آخرت بھی۔

اللہم ارض عنہ وارفع درجتہ۔ آمین

عبد القیوم حقانی